ہفتہ
۱۰- دسمبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۷۶ | ہفتہ - ۶ رجب - ۱۴۱۵ھ ‘ ۱۰ - فتح ۱۳۷۳ ہش ‘ ۱۰ - دسمبر ۱۹۹۴ء

جو صبر اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے

یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اس شرط سے دین کو کبھی قبول نہ کرنا چاہئے کہ میں مالدار ہو جاؤں گا۔ مجھے فلاں عہدہ مل جاوے گا۔ یاد رکھو کہ شرطی ایمان لانے والے سے خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ بعض وقت مصلحت الٰہی یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں انسان کی کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی۔ طرح طرح کے آفات۔ بلائیں۔ بیماریاں اور نامرادیاں لاحق حال ہوتی ہیں مگر ان سے گھبرانا نہ چاہئے۔ موت ہر ایک کے واسطے کھڑی ہے اگر بادشاہ ہو جاوے گا تو کیا موت سے بچ جاوے گا؟ غریبی میں بھی مرنا ہے۔ بادشاہی میں بھی مرنا ہے اس لئے سچی توبہ کرنے والے کو اپنے ارادوں میں دنیا کی خواہش نہ ملانی چاہئے۔ (ملفوظات جلد سوم ص ۲۲۰)

دین کی خدمت کرنا خدا پر احسان نہیں بلکہ یہ تم پر خدا کا احسان ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

یاد رکھو کہ نیکی کرو اور ساتھ ہی خدا سے ڈرو۔ بعض لوگ نیکی میں اگر قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ تو اس پر فخر کرتے ہیں۔ اور اگر ان کے کسی معاملہ میں ان کے خلاف کچھ نوٹس لیا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم سے یہ معاملہ کیوں کیا گیا۔ یاد رکھو۔ خدا کو کسی کی خدمت کی پرواہ نہیں۔ اللہ غنی ہے۔ وہ صمد ہے۔ (........) یعنی کہہ دو کہ اللہ ایک ہے‘ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ بعض لوگوں نے صمد کے معنی غنی کئے ہیں۔ مگر نہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ پس یاد رکھو کہ اللہ صمد ہے۔ وہ ہرگز ہرگز کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب اسی کے محتاج ہیں۔ (نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو) کا حکم خدا نے اس لئے نہیں دیا کہ (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں) خدا کسی مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بھاگنا بھاگنا اور جلدی مجھے اس مصیبت سے بچانا۔ اس کا یہ حکم دینا اس کے کسی فائدہ کے لئے نہیں۔ بلکہ خود تم پر احسان ہے۔ اور دین کی خدمت کرنا خدا پر احسان کرنا نہیں۔ بلکہ یہ بھی تم پر خدا کا احسان ہے۔ کہ اس نے تمہیں یہ موقع دیا۔ یہ اللہ کا احسان ہے۔ کہ وہ ہم کو اس کام کا موقع دے۔ اگر تم تقویٰ پیدا کرو گے تو خدا پر احسان نہیں کرو گے۔ یہ سب خدا کے احسان ہیں کہ باوجود یہ سب کام اس کے نہیں ہمارے اپنے لئے ہیں۔ پھر وہ ہمیں ثواب اور انعام دیتا ہے۔ پس کیسا نادان ہے وہ انسان کہ اسی کے فائدہ کے لئے کوئی اسے بتاوے کہ میاں اس طرح کرو گے تو تمہارے لئے مفید ہو گا۔ وہ مان تو لے گا مگر الٹا اس پر احسان جتائے کہ میں نے تمہارا کہا مانا ہے۔ خدا بندوں کو نیکی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ لوگ محتاج ہیں کہ خدا ان کی مدد اور نصرت فرمائے۔ پھر (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں) خدا ڈوبتا نہیں کہ اپنے بندوں کو اپنی مدد کے لئے بلا رہا ہے۔ بلکہ بندے ڈوب رہے ہیں وہ ان کی مدد اور ان ڈوبتوں کو بچانے کے لئے بڑھتا ہے اور غرق ہونے سے بچنے کے طریق بتاتا ہے۔ پس کیسا نادان ہے وہ شخص کہ جو ڈوب رہا ہے۔ اور کوئی اس کو بچانے کے لئے رسہ پھینکے اور کہے کہ پکڑ لو غرق ہونے سے بچ جاؤ گے تو وہ کہے کہ اگر تمہارے کہنے سے میں نے رسہ پکڑ لیا تو کیا انعام دو گے۔ تو خدا بندوں کو اس لئے نیکی کا حکم نہیں دیتا کہ (-) اس کو کسی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اگر بندے اس کی بتلائی ہوئی راہوں پر قدم نہیں ماریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ پس جس کو کوئی دین کا کام کرنے کا موقع ملتا ہے وہ خوش قسمت ہے۔

باقی صفحہ ۷ پر

سانحہ ارتحال

○ محترمہ آمنہ خاتون صاحبہ اہلیہ محترم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب تحریر فرماتی ہیں۔

میرے ماموں زاد بھائی چوہدری نفاست احمد ابن چوہدری نثار احمد صاحب (وفات یافتہ) لاہور گزشتہ اکتوبر میں حرکت قلب بند ہو جانے سے اچانک لندن میں وفات پا گئے۔ اب گذشتہ ہفتہ میرے انہی ماموں کے داماد چوہدری محمود احمد جان ابن چوہدری احمد جان صاحب عارضہ قلب سے لندن میں وفات پا گئے۔ چوہدری محمود احمد جان حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ چوہدری احمد جان صاحب لمبا عرصہ جماعت احمدیہ راولپنڈی کے امیر جماعت رہے۔ دو ماہ کے قلیل عرصہ میں ایک ہی خاندان کے لئے یہ صدمہ المناک ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں وفات یافتگان کی بخشش فرماتے ہوئے پسماندگان کو اپنی رضا پر قائم رکھے۔

○ مکرم مبشر احمد طاہر صاحب ابن مکرم محمد بوٹا صاحب سکنہ چک نمبر ج-ب/ ۴۳۳ دھیروکے۔ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ مورخہ ۲۳- ستمبر ۹۴ء کو اپنی پولیس ڈیوٹی کے دوران کراچی میں مینا ٹاؤن تھانہ میں بعض دہشت گردوں نے گولی مار دی۔ وہ پولیس میں بطور سپاہی خدمات بجا لا رہے تھے۔

مکرم مبشر احمد صاحب نہایت نیک اور صالح نوجوان تھے۔ عرصہ انیس سال سے پولیس میں سروس کر رہے تھے۔ تمام افسران بالا ان کے کام سے خوش تھے۔ اور ان سب نے اس واقعہ پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔

آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوی دو بچے عزیز داؤد احمد عمر ۶ سال اور عزیز طیب احمد عمر ۳ سال پسماندگان چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

طالب علم کا اعزاز

○ مکرم محمد یامین صاحب ولد محترم میاں محمد یوسف (ہیڈ ماسٹر) آف شیخوپورہ شہر نے پنجاب

باقی صفحہ ۷ پر

جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس کا اثر ابدالآباد کیلئے ہوتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۰۔ فتح - ۱۳۷۳ ھش ۱۰۔ دسمبر ۱۹۹۴ء

توحید - عظمتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کی توحید ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انسانی فطرت کسی صورت میں بھی انکار نہیں کر سکتی۔ کچھ لوگ تو کھلم کھلا خدا کی توحید کو مانتے ہیں اور خدا کے صرف ایک اور صرف ایک ہونے پر ایسا یقین رکھتے ہیں کہ کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ کسی اور کے متعلق یہ کبھی نہیں سوچتے کہ وہ بھی وہی کچھ ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ ہے۔ بہت سے مذاہب تو اسی طرح کی توحید کو مانتے ہیں۔ لیکن جو لوگ بظاہر کئی خداؤں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کے کئی نام رکھتے ہیں اس کے کام کو جزوی حیثیت سے نہیں بلکہ کلی حیثیت سے کئی پہلوؤں سے دیکھتے ہیں وہ بھی آخر کار خدا تعالیٰ کی توحید ہی کے قائل بن بیٹھتے ہیں۔ کسی نے کہا بعض لوگ تین خدا مانتے ہیں اور تینوں کو الگ الگ اور مقتدر خدا مانتے ہیں۔ لیکن جب ایسا ماننے والوں سے بات کی گئی تو انہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اس کا انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگے ہم تو صرف ایک خدا کو مانتے ہیں اگرچہ اس کے تین پہلو ہیں۔ آج سے خاصی دیر پہلے ان حلقوں سے یہ بات بھی سنی گئی تھی کہ جس طرح ایک لیمپ میں تیل ہوتا ہے۔ لیمپ کی بتی ہوتی ہے اور لیمپ کا فریم ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ تینوں چیزیں الگ الگ ہیں۔ لیکن تینوں مل کر ایک چیز بناتی ہیں جس کا نام ہے لیمپ۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی خدا کو تین حصوں میں بانٹتے ہیں۔ اسے تین پہلوؤں سے دیکھتے ہیں۔ اس کے تین مختلف زاویے ہمارے سامنے آتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم خدا ایک ہی مانتے ہیں۔

چلو کچھ بھی سہی کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ سب لوگ کسی نہ کسی طرح اسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔ لیکن اصل بات خدا کا ایک ماننا نہیں اس کی توحید کا اقرار اپنی جگہ پر لیکن اس اقرار کے معنے کیا ہیں۔ اس اقرار کو ہم اپنی زندگیوں میں کس طرح داخل کریں اس کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"توحید کے یہ معنی ہیں کہ عظمت الٰہی بخوبی دل میں بیٹھ جاوے اور اس کے آگے کسی دوسری شے کی عظمت دل میں جگہ نہ پکڑے۔ ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون کا مرجع اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کو سمجھا جاوے۔ اور ہر ایک امر میں اسی پر بھروسہ کیا جاوے۔ کسی غیر اللہ پر کسی قسم کی نظر اور توکل ہرگز نہ رہے اور خدا تعالیٰ کی ذات میں اور صفات میں کسی قسم کا شرک جائز نہ رکھا جائے۔"

یہ ہے دراصل توحید کا مطلب صرف یہ کہنا کہ خدا ایک ہے۔ یا ہیر پھیر کر اپنے خدا کے خیال کو ایک ثابت کرنے کی کوشش کرنا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اس ثبوت کے بعد کہ خدا ایک ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی عظمت ہمارے دل میں بیٹھ جائے۔ اس جیسا ہمیں کوئی نظر نہ آئے۔ اس کے اقتدار میں ہم کسی کو شریک نہ مانیں۔ نہ اس کی عظمت کے ساتھ کسی اور کی عظمت کو اسی سنگھاسن پر بٹھائیں۔ ہم جو کچھ بھی کریں اور جو کچھ بھی کہیں وہ سب کا سب خدا تعالیٰ ہی سے لیا جائے۔ ایک ہی خدا سے۔ کسی اور سے نہیں۔ ہم اسے کسی اور کی طرف ہرگز ہرگز منسوب نہ کریں بجائے یہ کہنے کے کہ یہ دو چیزیں مل کر ایک خدا بنتا ہے۔ یا یہ تین چیزیں مل کر ایک خدا بنتا ہے یا ہم مانتے تو کروڑوں دیوتاؤں اور دیویوں کو ہیں لیکن دراصل وہ روپ ہیں ایک خدا کا۔ بجائے یہ باتیں کہنے کے ہم سیدھی اور صاف بات کریں کہ خدا ایک ہے ہمارے ہر فعل ہماری ہر حرکت ہمارے ہر سکون کا وہی مرجع ہے۔ ہم اسی ایک خدا کے علاوہ کسی اور پر نہ نظر رکھیں نہ اس پر توکل کریں۔ کسی چیز کو اس کا روپ مان کر اس کی ذات میں اور اس کی صفات میں کسی قسم کا شرک جائز نہ سمجھیں۔ گویا کہ توحید ماننے کا اصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت ہمارے دل میں بیٹھ جائے اور وہ عظمت اتنی عظیم عظمت ہو کہ اس کے آگے کسی دوسری شے کی عظمت دل میں جگہ نہ پکڑے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اس کی عظمت کو اسی طرح اپنے دل میں بٹھا سکیں۔ ہم اپنے ہر فعل ہر حرکت اور ہر سکون کا مرجع اسی کی پاک ذات کو سمجھیں۔ اسی پر بھروسہ کریں۔ اسی کی طرف نظر لگائے رکھیں اور اس کی ذات اور اس کی صفات میں کسی قسم کے شرک کا خیال تک ہمارے دل میں نہ آئے۔

کچھ خار ہیں کچھ پھول ہیں کچھ پھل ہیں عمل کے
یہ گھر ہیں مری خانہ بدوشی کے محلّے
میں خود کو سمجھ پاؤں یہ شائد نہیں ممکن
چلتا ہوں ہر اک گام مگر خوب سنبھل کے

ابوالاقبال

○

کوئی حادثہ ہے دُنیا کہ ہے مقصدِ یگانہ
مرا رزق ایک حیلہ، مری موت اِک بہانہ

مجھے دو جہاں کی دولت ملی وہ جو مُسکرائے
ذرا خشمگیں ہوئے تو مرا چھن گیا خزانہ

مری عمر یونہی گزری، مَیں رہا اسیر اکثر
کہ میں ہر قفس کو سمجھا یہ ہے میرا آشیانہ

یہ مری جبیں کی قسمت، مرے سُر کا یہ نصیبہ
کہ بِپئے سُجود مجھ کو ملا تیرا آستانہ

ترا قُرب تھا میسّر تو تھے دو جہان میرے
تیری بزم سے مَیں نکلا تو نہیں کوئی ٹھکانہ

نظر آئے صَید مجھ کو یہاں خوش نوا ہزاروں
یہ شکار گہ عجب ہے کہ نہ دام ہے نہ دانہ

ہمیں ایک پَل نہ باہم کبھی اعتبار آیا
کبھی مَیں پھرا جہاں سے کبھی پھر گیا زمانہ

مرا ظرف آزمانا ہے تبسّم! اُن کا مقصد
وہ یہ چاہتے ہیں ان سے کروں عشقِ غائبانہ

ڈاکٹر عبدالرشید تبسم

یاددہانی رپورٹ کارروائی یومِ تحریک جدید

○ امراء و صدر صاحبان کو ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو "یوم تحریک جدید" منانے کی تحریک کی تھی اور اس کی کارروائی کی رپورٹ بھجوانے کی درخاست بھی کی گئی تھی۔

امراء و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ براہ کرم جلسہ یوم تحریک جدید کی رپورٹ جلد ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

اگر کسی وجہ سے کسی جگہ ۲۸۔ اکتوبر کو یوم تحریک جدید نہیں منایا جا سکا اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو جلسہ یوم تحریک جدید منا کر رپورٹ ارسال فرمائیں۔ (وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ضرورت اساتذہ

○ نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھانے کے لئے اساتذہ کی ضرورت ہے انگلش میڈیم سکولز / کالجز میں پڑھانے کا تجربہ رکھنے والے اساتذہ کو ترجیح دی جائے گی۔ ایسے احباب جو مندرجہ ذیل مضامین میں ایم اے / ایم ایس سی یا بی اے / بی ایس سی ہوں۔ وہ مورخہ ۱۴۔ دسمبر ۹۴ء تک اپنی درخواستیں زیر دستخطی کو پہنچادیں۔

۱۔ انگلش ۲۔ اردو ۳۔ ریاضی
۴۔ کیمسٹری

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

نسیم سیفی

حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے

آج کل تو لوگ اپنے نام کے ساتھ ایم۔اے۔ بی۔اے کی ڈگری بہت کم لکھتے ہیں۔ لیکن ایک وقت ایسا تھا کہ جب ایم۔اے‘۔ بی۔اے‘ اتنے کم تھے۔ کہ لوگ اپنے نام کے ساتھ یہ ڈگریاں لکھتے تھے یا وہ نہ بھی لکھیں تو دوسرے لوگ انہیں زیادہ معروف کرنے کے لئے ان کے نام کے ساتھ ڈگریاں لکھ دیتے تھے۔ حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے ہمیشہ اپنی ڈگری نام کے ساتھ لکھتے تھے اور حضرت مولوی شیر علی صاحب بھی بی۔اے۔ اپنے نام کے ساتھ لکھتے تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ خود لکھتے تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے تو کبھی بھی اپنے قلم سے اپنے نام کے ساتھ بی۔اے نہ لکھا ہو گا لیکن لوگ لکھ دیتے تھے۔ اور حضرت مولوی صاحب اسی طرح مشہور ہوئے کہ آپ بی۔اے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو بی۔اے۔بی۔ٹی کرنے کے بعد صرف بی۔ٹی کہلاتے تھے۔ حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی تھے اور وہ بی ٹی کے نام سے اس قدر جانے جاتے تھے کہ ہم ان کے بچوں کو بھی اپنے آپ کو بی ٹی سرنام کی طرح استعمال کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ اگر آپ سے کوئی کہے شاہد بی۔ٹی۔ ملنے آئے ہیں تو آپ سمجھ لیں کہ حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی ٹی کے فرزند ارجمند ہیں۔ بہرحال مقصد یہ نہیں ہے کہ بتایا جائے کہ پہلے لوگ ایم اے یا بی۔اے۔ کی ڈگریاں نام کے ساتھ لکھتے تھے۔ یا دوسرے لوگ ان ناموں کو معروف کرنے کے لئے یہ ڈگریاں ساتھ لگا دیتے تھے۔ یہ محض ایک ضمنی بات تھی جو آغاز میں ہی ہو گئی۔

حضرت غلام فرید صاحب کو جب میں نے دیکھا وہ ایک دفعہ برلن سے ہو آئے تھے۔ وہاں پر مجوزہ بیت احمدیہ کے امام کی حیثیت سے کام کر چکے تھے۔ میں نے تو انہیں قادیان میں بالکل اس طرح دیکھا کہ گویا فارغ ہیں دفتر تو جاتے ہیں لیکن دفتر میں دفتری کام نہیں ہے۔ بلکہ ترجمے کا کام ہے۔ اور ترجمہ کا کام ایسا ہے کہ گھر پر بھی ہو تا رہتا ہے اور دفتری اوقات میں دفتر میں بھی۔

پس میں نے انہیں اسی طرح دیکھا یا زیادہ سے زیادہ صبح کے وقت وہ حضرت مولوی محمد دین صاحب اور حضرت ماسٹر محمد جی ہزاروی صاحب کے ساتھ سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔ اس وقت انہیں اپنے حلقے کا ٹرائیکا کہا جا سکتا تھا۔ یعنی یہ تین دوست جو ایک ہی جیسے عالم اور قابل جماعت کے لئے مقتدر قسم کے انسان تھے۔ میرے اور آپ کے گھر کے درمیان محلہ دارالفضل میں بیت الفضل تھی۔ پہلے تو آپ کہیں اور رہتے تھے لیکن پھر آپ نے اپنی کوٹھی محلہ دارالفضل کی بیت الفضل کے قریب بنوا لی۔ بالکل اس طرح تھا کہ بیت الفضل سے ان کے گھر کی طرف چلیں تو چند قدم کا فاصلہ اور میرے گھر کی طرف چلیں تو وہ بھی چند قدم کا فاصلہ۔ گویا کہ دیکھنے کا تو بہت موقعہ ملتا تھا لیکن اس طرف شناسائی نہیں تھی کہ کبھی علیک سلیک ہو جائے۔ مصافحہ کر لیں اور کوئی ایک آدھ بات کر لیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ایسا اس لئے بھی نہیں ہوا کہ آپ اس وقت بھی معمر نظر آتے تھے اور میں بالکل بچہ تھا۔ ہو سکتا ہے میری اس بات پر ہمارے ایک محترم بزرگ استاد جو خود ایک بیرونی ملک میں مربی رہے ہیں۔ کسی بات پر اعتراض کر دیں اور کہیں تمہیں بچپن کی وجہ سے یہ بات یاد نہیں رہی۔ لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ میری اور حضرت ملک غلام فرید صاحب کی ہمسائیگی ان کے اور ہمارے اس استاد گرامی کے تعلقات سے کہیں قریب تر تھی۔ جس طرح میں انہیں دیکھتا تھا اس طرح انہوں نے انہیں نہیں دیکھا۔ بعد میں بے شک انہوں نے مجھ سے زیادہ دیکھا ہو گا۔ اور زیادہ پرکھا ہو گا۔ زیادہ پہچان لیا ہو گا۔ ان کے دل میں ان کی قدر بہت بڑھ گئی ہو گی۔ لیکن جب کی میں بات کر رہا ہوں۔ اس وقت تو ہم ہمارے استاد گرامی ابھی قادیان بھی تشریف نہیں لائے تھے۔ ویسے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بات پر بھروسہ ہے کہ خدا نے مجھے جو حافظہ دیا ہے خاص طور پر آپس کے تعلقات کے سلسلے میں اور ان واقعات کے سلسلے میں جو میں نے آنکھ کھولتے ہی دیکھنے شروع کئے۔ وہ خاصا درست ہے۔ اس لئے اگر مجھ پر کوئی یہ اعتراض کرے کہ میں نے فلاں بات غلط کہی ہے تو مجھے یقین ہے کہ میں کسی نہ کسی رنگ میں اس کا ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔

بہرحال حضرت ملک غلام فرید صاحب کو دیکھنے کا ایک یہ موقعہ بھی ہو تا تھا کہ جس طرح میرا گھر بیت الفضل کی دوسری طرف تھا میرے گھر سے تقریباً اتنا یا اتنے سے ہی تھوڑا سا زیادہ فاصلے پر حضرت مکرم غلام فرید صاحب کے بھائی مکرم ملک نواب دین صاحب کا گھر تھا۔ اور نواب دین صاحب کے ایک بیٹے صلاح الدین جو میرے ہم عمر تھے۔ میرے دوست تھے۔ ان دنوں میں میں اتنا بچہ بھی نہیں تھا۔ بی۔اے۔ میں تعلیم پا رہا تھا اور میری اور ملک صلاح الدین صاحب کی گفتگو غالب کی شاعری پر ہوا کرتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ وہ مجھ سے آسی رام پوری کی غالب کی شرح لے گئے ابھی مجھے ان سے یہ کتاب واپس لینی ہے۔ آسی رام پوری کی شرح بہت اچھی تھی۔ مجھے آسی کا ایک شعر ابھی تک یاد ہے جو میں نے اس کتاب میں پڑھا تھا۔ اگرچہ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ مجھے اپنے شعر بھی یاد نہیں رہتے لیکن کوئی ایسا شعر بھی ہو تا ہے جو اٹک کر رہ جاتا ہے۔ ایک کانٹے کی طرح دامن کھینچ لیتا ہے اور چھوڑتا نہیں۔ شعر سنئے۔

پوچھی تھی چھیڑ کر جو بات کہنے نہ دی وہ بات بھی
تم نے کھٹکتی پھانس کو چھوڑ دیا ابھار کر

پہلا مصرعہ تو میں کبھی کبھی بھول بھی جایا کرتا ہوں لیکن دوسرا مصرعہ "تم نے کھٹکتی پھانس کو چھوڑ دیا ابھار کر" میں کبھی نہیں بھولا۔ ایسے لگتا ہے میرا اس شعر سے کچھ واسطہ ہے۔ کچھ رابطہ ہے۔ ایسا تعلق ہے جسے قلبی تعلق کہتے ہیں۔ اپنے بھائی ملک نواب الدین کے گھر جایا کرتے تھے اور میرے گھر کے قریب سے گذرتے تھے۔ کیونکہ وہی ایک گلی تھی جہاں سے گذر کر وہ اپنے بھائی کے گھر جا سکتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں گذشتہ دنوں مجھے ان کے ایک فرزند مکرم ملک مبشر احمد صاحب کا خط ملا اور یہ خط اتنا اچانک ملا کہ جس طرح انگریزی میں کہتے ہیں Blue From The Bolt میں حیران رہ گیا خط میں لکھا تھا۔ میں آپ کے گھر کے پاس سے گذرا کرتا تھا۔ اور آپ کو اپنے گھر والے میدان میں کھیلتے دیکھتا تھا ایک منحنی سا شخص سرخ ٹوپی پہنے اور سرخ سوئٹر پہنے اور میں حیران ہو تا تھا کہ اس شخص کی صحت ایسی کمزور ہے کہ یہ دنیا میں کیا کرے گا۔ کچھ کر بھی سکے گا یا نہیں۔ یہ ان کے ان دنوں کے خیالات تھے۔ اور انہوں نے ان کا ذکر کر کے اس بات کا اظہار کیا ہوا تھا۔ کہ اب خدا کے فضل سے جب میں آپ کی طرف دیکھتا ہوں اور آپ کی شکل میرے سامنے آئی ہے تو میں حیران رہ جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی توفیق دی ہے۔ بیرونی ممالک میں بھی آپ نے کام کیا ہے اور پاکستان میں بھی۔ اور خاص طور پر جب سے آپ نے الفضل کی ادارت سنبھالی ہے یوں لگتا ہے کہ ساری دنیا کے احمدیوں کے دلوں میں بس گئے ہیں۔ میں نے ان کے اس خط کے جواب میں اپنی چند ایک کتابیں بھیجیں جس پر پھر ان کا شکریہ کا خط ملا گویا کہ حضرت ملک غلام فرید صاحب بھی اسی راستے سے اپنے بھائی کے گھر جایا کرتے تھے اور اس طرح مجھے ان کو دیکھنے کا موقعہ ملتا تھا۔ میں تحریک جدید میں کام کرتا تھا۔ ایک جلسہ سالانہ پر آپ صحافیوں کو لے کر آ گئے۔ دس گیارہ صحافی تھے۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے میں نے کئی دفعہ تحریک جدید میں باہر جانے والے مربیوں کی آنے والے مربیوں کی اور بعض دیگر بزرگوں کی اپنے کیمرے سے تصویریں لی ہیں۔ اس موقعہ پر بھی کیمرہ میرے ہاتھ میں تھا حضرت ملک غلام فرید صاحب ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور مجھے تصویر لینے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں نے اس گروپ کی تصویر لی۔ ایک شخص نے جس کی مزاح کی رگ پھڑکی تھی کہا ایسا نہ ہو کہ کیمرے کا رخ اوپر کی طرف رہے اور ہمارے سروں کے اوپر سے تصویر نکل جائے۔ انہوں نے سمجھا میں نے کیمرہ صحیح طور پر سیٹ نہیں کیا۔ حالانکہ وہ تصویر بہت اچھی تھی۔ اور میرا خیال ہے کہ تحریک جدید کے کسی پرچہ میں شائع شدہ ہے۔ حضرت ملک صاحب میرے لئے ایک لمبے عرصے سے اس طرح مشعل راہ ہیں کہ میں اپنے خاندان کے تمام بچوں کو جنہیں کوئی بھی بات کہہ سکتا ہوں خاص طور پر تعلیم کے سلسلے میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اس وقت میرے ذہن میں خاص طور پر حضرت ملک غلام فرید صاحب ہوتے ہیں۔ اور میں ان بچوں سے کہتا ہوں کہ دیکھو انہوں نے کلام الٰہی کا جو ترجمہ کیا ہے وہ ساری دنیا میں معروف ہے اور مشہور ہے۔ اور ہماری جماعت کے لئے ایک اثاثہ ہے۔ آپ بھی انگریزی تعلیم حاصل کریں اور جماعت کے لٹریچر کو انگریزی زبان میں ترجمہ کریں تاکہ ساری دنیا میں اس لٹریچر کو آسانی سے اور جلدی پھیلایا جا سکے۔ بعض بچوں نے ایسا کیا بھی ہے۔ انہوں نے انگلش ایم۔اے۔ لٹریچر کیا ہے اور مجھے اس سے بڑی خوشی ہے کہ میرے کہنے پر کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا دے اور میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تلقین عمل کی مجھے بھی جزا دے۔

حضرت ملک غلام فرید صاحب عام طور پر ترجمہ کے سلسلے میں گرمیوں میں مری تشریف لے جایا کرتے تھے۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ اس کا سارا خرچ برداشت کرتی تھی۔ اس لئے کہ ترجمے کا خرچ بھی وہی برداشت کر رہی تھی۔ ایک دفعہ میرے ایک افسر اعلیٰ نے مجھ سے ایک ایسی حرکت کروا دی جس سے میں ابھی تک شرمندہ ہوں۔ اور وہ یہ کہ مجھ سے کہہ کر حضرت ملک غلام فرید صاحب کو ایک سخت سا خط لکھوا دیا کہ آپ مری جا کر ترجمہ کرنا چاہتے ہیں ایسا کیوں ہے حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ گرمیوں میں جب تک انسان آرام سے اٹھ بیٹھ نہ سکے لکھ نہیں سکتا۔ اور انہیں لکھنے ہی کا کام کرنا پڑتا تھا۔ بہرحال میں نے اس کے بعد جب حضرت غلام فرید صاحب ربوہ تشریف لائے تو انہیں اس بات کی وضاحت کر دی اور ان کو بتا دیا کہ یہ غلطی

باقی صفحہ ۷ پر

آپ کا خط ملا

محترم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ سے لکھتے ہیں۔

آپ کے پوتے عزیزم یاسر اقبال سیفی کی شاندار کامیابی کی خبر پھر اس پر آپ کا نوٹ دلچسپی کا باعث ہوا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ فضل کرنے پر آئے تو ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری نسل پر بھی فضل فرماتا چلا جاتا ہے ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور مزید ترقیات عطا کرتا چلا جائے اور ان فضلوں کو جذب کرنے کی اہلیت اگلی نسلوں میں بڑھتی چلی جائے تا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ الٰہی وعدوں کے مطابق علم کے نور سے دوسروں کا منہ بند کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ آمین۔

احمدیت کی برکت سے اس قسم کے خوشکن مناظر کئی اور خاندانوں میں بھی نظر آئے ہیں میرے والد مکرم میاں فضل کریم صاحب نے ۱۹۰۴ء میں قادیان جا کر بیعت کی اور پھر ہر سال جلسہ سالانہ پر جاتے اور جلسہ کے بعد بھی کچھ دن قیام کرتے اور حضرت صاحب اور ان کے خاندان والوں کی خدمات بجا لاتے واپس پر مختلف تبرکات اپنے ہمراہ لاتے ایک دفعہ ململ کا کرتہ لائے جو کئی سال ہمارے گھر میں محفوظ رہا۔ پھر عزیزان نے ٹکڑے بنا کر بانٹ لیا۔ میری ہوش میں مجھے ایک ٹکڑا ہاتھ لگا اور بس۔ مگر والد صاحب کی دینی خدمات اور دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور علمی میدان میں ہمیں ترقیات سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ میں ہمیں انگریزی ہمارے ہیڈ ماسٹر صوفی جمال اللہ صاحب پڑھاتے تھے ان کی توجہ اور محبت سے ہماری کلاس کے سبھی طلبہ نے اچھے نمبر لئے اور یہ عاجز ۸۵۰/۷۷۱ نمبر لے کر اپنے سکول بلکہ ضلع میں اول نمبر پر آیا۔ میرے محسن ہیڈ ماسٹر صاحب نے پورا زور لگایا کہ کسی کالج میں داخلہ لوں تا سرکاری وظیفہ سے استفادہ کروں جس سے سکول کی عزت افزائی ہو گی۔ ادھر قادیان میں اسی سال ۱۹۴۴ء میں تعلیم الاسلام کالج جاری ہوا جس میں داخلہ لینے کی نہ صرف تجویز میرے ماموں صوبیدار محمد حسین نے بھجوائی بلکہ ابتدائی داخلے کے لئے مبلغ ۱۰۰ روپے بھی بھجوا دیئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے خطبہ کو سن کر وقف کرنے کی طرف فرمائی حضرت صاحب نے خود ہی ہمارا انٹرویو لیا اور جامعہ احمدیہ کی پہلی سپیشل میٹرک کلاس میں داخلہ لینے کی ہدایت فرمائی۔ جہاں ہر سال نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مولوی فاضل کے امتحان میں تو بہت ہی نمایاں کامیابی حاصل کرنے کی توفیق ملی۔

یہی حال میرے بیٹے اسیر راہ مولیٰ (سابق) محمد الیاس صاحب منیر کے ساتھ ہوا اس کے امتحان میٹرک سے ایک ماہ قبل عاجز سیرالیون روانہ ہوا حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے ساتھ الوداعی دعوت چائے میں میری بیوی نے عرض کیا کہ یہ الیاس تو اب آپ کے لئے ہی وقف ہے جس پر حضرت صاحب نے ایک نظر بھر کر عزیزم الیاس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اچھے نمبر لے گا تو میں لوں گا۔ اس نظر نے اس بیمار اور کمزور طالب علم کو گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں اول آنے کی توفیق دی اور اس نے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا جس پر کئی دوستوں نے مجھے سیرالیون میں لکھا کہ الیاس نے بہت اچھے نمبر لئے وہ سرکاری وظیفہ لے کر پڑھے اور ڈاکٹر بن کر خدمت خلق کرے مگر عزیز کمال ثابت قدمی سے جامعہ کی ہر کلاس میں اول آتا رہا سوائے فائنل کے جس میں وہ دوسرے نمبر پر آیا حضرت صاحب نے نتیجہ دیکھ کر محترمی ملک سیف الرحمان صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سے پوچھا یہ کیسے ہوا کہ اول آتے آتے وہ اب اس کلاس میں دوسرے نمبر پر آگیا تو جواباً عرض ہوا کہ امتحان کے دنوں میں رسالہ "خالد" کے امریکہ نمبر کی ادارت بھی الیاس منیر صاحب کرتے رہے جس میں حضرت صاحب نے اسے اول قرار دیا ہے اس لئے یہاں دوم آگیا ہے۔ خیر کوئی بات نہیں اب اللہ تعالیٰ نے اس پر مزید فضل فرمایا کہ دس سالہ اسیری کے دوران اس نے ایف اے۔ ادیب فاضل۔ بی۔ اے اور عربی فاضل کے امتحانات بھی نمایاں نمبروں سے پاس کئے ایف اے میں ملتان بورڈ سے قومی ذہانت کے وظیفہ کا حقدار ٹھہرا اور عربی فاضل میں اول آکر گولڈ میڈل کا حقدار ٹھہرایا گیا۔

بالآخر درخواست دعا ہے تا یہ حسن عمل کا دور چلتا جائے تا ہم اور ہماری نسلیں احمدیت کا زندہ نشان بنیں۔

مکرم آفتاب احمد صاحب تھال تحصیل کھاریاں ضلع گجرات سے لکھتے ہیں۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے اور خدمت دین میں مصروف ہوں گے "الفضل" کا بے تابی سے انتظار رہتا ہے۔ آپ کے پوتے مکرم یاسر اقبال سیفی کی شاندار کامیابی کے متعلق پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ کو مبارک ہو آپ نے ویسے تھوڑی زیادتی کی ہے کہ مکرم یاسر اقبال سیفی کے وہ انٹرویوز جو کراچی کے مختلف اخبارات میں شائع ہوئے تو وہ "الفضل" میں شائع کر دیئے ہیں۔ لیکن ایسا کوئی انٹرویو شائع نہیں کیا گیا جو براہ راست "الفضل" نے مکرم یاسر اقبال سیفی سے کیا ہو۔ جماعت کے ایک ذہین نوجوان کا "الفضل" پر اتنا حق بھی نہیں ہے؟ میرے خیال میں اس نوجوان کا ایک انٹرویو "الفضل" میں ایسا بھی شائع ہونا چاہئے جو براہ راست "الفضل" کے نمائندہ نے کیا ہو تاکہ اس انٹرویو میں مکرم یاسر اقبال سیفی جماعت کے طالب علموں کو بتائیں کہ انہوں نے کس قدر محنت کی اور کیا طریق اختیار کیا جس کے نتیجہ میں ان کی محنت کا عمدہ پھل ملا ہے۔

مکرم نصیر احمد صاحب راجپوت نیلا گنبد لاہور سے لکھتے ہیں۔

۱۷۔ نومبر کے الفضل سے یہ اطلاع پا کر کہ آپ کی آنکھوں کا آپریشن راولپنڈی میں کامیابی سے ہو گیا ہے۔ خوشی بھی ہوئی اور اطمینان بھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل صحت عطا فرمائے کہ آپ کا وجود نافع الناس وجود ہے۔ آمین۔ ۱۵۔ نومبر کے الفضل میں آپ کا تحریر کردہ مضمون بابت حضرت ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نظر سے گزرا جس سے پرانی یادیں تازہ ہوئیں۔ مضمون بہت دلچسپ اور معلوماتی بھی تھا اصل میں محلہ دارالفضل سے میرا بھی روحانی اور جسمانی تعلق تھا۔ یقیناً آپ جانتے ہوں گے۔ حضرت مرزا قدرت اللہ صاحب ابن حضرت مرزا بابا ہدایت اللہ کو بھی۔ وہ میرے نانا جان تھے پاکستان بننے سے پہلے میں اپنے والدین کے ساتھ قادیان میں سال میں دو مرتبہ جایا کرتا تھا گرمیوں کی چھٹیوں میں اور سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے اس وقت میں پرائمری کا طالب علم تھا۔ میرے ماموں مظفر احمد کو پیار سے محلے والے جھو جھو کہا کرتے تھے۔ آپ کا مضمون پڑھ کر پرانی یادیں خوب تازہ ہو گئیں میں اور میری بیگم آپ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے باقاعدگی کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مکرم ظفر اقبال احمد ساہی صاحب مربی سلسلہ ربوہ سے لکھتے ہیں۔

الفضل بتاریخ ۹۴-۱۰-۱۹ کا مطالعہ کیا۔ آپ کی تحریر "معانقہ" بھی پڑھی۔ جو شرف اور اعزاز آپ کو اور محترم چوہدری محمد صدیق صاحب کو ملا واقعۃً کسی بھی احمدی کے لئے امامت کی محبت سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ قطعات کی بہار کا مطالعہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت دے۔ آمین۔

مکرم محمد احمد قریشی صاحب کراچی سے لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور بے شمار رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں جب سے الفضل میں آپ کی نظم FREEDOM میری نظر سے گزری ہے میں نے بیسیوں بار اسے پڑھا ہے اور جیسے ہر بار لذیذ کھانے سے آدمی نیا لطف اٹھاتا ہے ایسے ہی ہر دفعہ لطف اندوز ہوا ہوں۔ میں نے اسے اچھا اور بڑا ٹائپ کرا کے اس کی بہت سی فوٹو کاپیاں ہوائی ہیں۔ تا اپنے احباب کو دے سکوں۔ اگرچہ شاعر کا نام میری نظر سے نہیں گزرا تاہم اس نظم سے آپ کی خوشبو آرہی ہے۔

مکرم ملک نثار احمد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور سے لکھتے ہیں۔

مکرم و محترمی بزرگوار مولانا سیفی صاحب

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے آپ کی صحت اور درازی عمر کے لئے باقاعدگی سے دعائیں کرنا نصیب ہو رہا ہے۔ اخبار سے یہ معلوم ہوا کہ آنکھوں کا اپریشن جس کے لئے آپ اسلام آباد تشریف لے گئے کامیاب رہا۔ آپ کا وجود ہمارے لئے (پوری جماعت کے لئے) بلکہ تمام دنیا کے لئے ایک لحاظ سے بہت بابرکت ہے کہ روزنامہ الفضل سے آپ کے نہایت شاندار مضامین اور نظمیں شائع ہوتی ہیں جن سے سبھی مستفید ہوتے ہیں۔ ایڈی ٹوریل، نظمیں، نثر، کاغذی ہے پیرہن، میرا کالم اور یاد رفتگان کے حوالے سے مضامین وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نظر بد سے بچائے اور صحت و تندرستی والی خوشیوں سے بھرپور فعال دراز عمر دے۔ آمین۔ الفضل تو اب بے حد دلچسپ اخبار ہو گیا اور نہایت اہم بھی کہ اس کے مضامین قابل صد تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان برکات کو جاری رکھے اور ہم اسی طرح مستفید ہوتے رہیں۔ آمین۔

اس وقت میرے سامنے الفضل مورخہ ۹۴-۱۱-۲۰ پڑا ہے۔ اس میں آپ کا مضمون میرا کالم میں مشتاق احمد صاحب باجوہ کے حالات زندگی پڑھ کر جہاں ان کے لئے دعاؤں کی توفیق ملی وہاں مجھے ایک پرانا واقعہ جو میرے بزرگوں کا ہے (وفات یافتہ) یاد آگیا۔

پیشتر اس کے کہ واقعہ لکھوں اپنا تعارف کروا دوں۔ میں ملک عبدالرحمان صاحب کا بڑا بیٹا ہوں۔ میاں برکت علی صاحب جو حافظ حامد علی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے کا پوتا ہوں۔ میاں برکت علی صاحب میرے دادا ۳۱۳ رفقاء میں سے تھے۔ ہم لوگ تھہ غلام نبی کے رہنے والے ہیں یہ گاؤں قادیان سے

باقی صفحہ ۷ پر

بشیر احمد رفیق- لندن

محترم دانشمند خان صاحب

محترم دانش مند خان صاحب محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن کے والد محترم تھے۔ انہوں نے اپنے والد محترم کے خود نوشت حالات زندگی ارسال فرمائے ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

محترم دانشمند خان صاحب لکھتے ہیں:۔

میری پیدائش اندازاً ۹۱-۱۸۹۰ء کی ہے۔ جب میں قریباً نو سال کا ہوا۔ تو والد صاحب نے ایک مولوی صاحب کو میرا اتالیق مقرر کیا۔ ان دنوں بعض لوگوں نے یہ فتویٰ جاری کیا تھا کہ جس کسی نے اپنے بچے کو مدرسہ میں داخل کیا تو اس کے اٹھارہ پشت واصل جہنم ہوں گے۔ میرے والد صاحب چونکہ بے علم تھے اس لئے وہ ان فتوؤں سے بے حد خائف تھے اور میرے سکول میں داخل ہونے کے سخت مخالف تھے۔ اس لئے مجھے مولوی صاحب کے سپرد کر دیا گیا۔

۱۹۰۳ء میں میں نے تعلیم چھوڑ دی۔ والد صاحب چونکہ گاؤں کے بڑے زمیندار تھے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ میں اپنی زرعی اراضی کی طرف توجہ دوں۔ لیکن مجھ کو طبعاً زمینداری سے نفرت تھی۔ ۱۹۰۳ء میں میری عمر تقریباً ۱۳ سال تھی۔ ایک دن میں نے اپنی بہن کے گھر میں "براہین احمدیہ" دیکھی۔ اگرچہ میں اس وقت اس کتاب کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ لیکن کتاب کو پڑھنے کا بہت شوق پیدا ہوا۔ اس لئے میں نے کتاب اٹھا کر پڑھنے کی کوشش کی۔ میری ہمشیرہ نے وہ کتاب میرے ہاتھ سے چھین لی اور اس کے پڑھنے سے سختی سے منع کیا۔ مجھے اس وقت احمدیت کے بارہ میں کچھ بھی معلوم نہ تھا اور نہ ہی یہ معلوم تھا کہ اس کتاب کے مصنف کون ہیں۔

ان دنوں میرے حالات دن بدن روحانی طور پر بدتر ہونے لگے۔ ڈاکوؤں، رہزنوں اور نقب زنوں اور علاقہ کے بدمعاش طبقہ سے راہ و رسم پیدا ہوا عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف میں اس بد راہ پر گامزن تھا اور دوسری طرف میں نے گاؤں کے مولوی صاحب سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا بھی شروع کیا۔ گویا رات کو میں ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کا ساتھی ہوتا تھا اور دن کو میں قرآن کریم باترجمہ سیکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ میرے والد صاحب چونکہ بڑے زمیندار ہونے کے علاوہ بارسوخ شخص بھی تھے۔ اس لئے پولیس مجھ پر ہاتھ نہیں ڈالتی تھی۔ نہ صرف میں بلکہ میرے دوسرے ساتھی بھی میری وجہ سے دست اندازی پولیس سے محفوظ تھے۔

غالباً فروری ۱۹۱۳ء کا مہینہ تھا کہ میں خود اپنی سابقہ بداعمالیوں پر نادم ہوا۔ اور فیصلہ کر لیا کہ مجھے صوبہ سرحد سے باہر کہیں چلے جانا چاہئے تاکہ گاؤں کی بری سوسائٹی سے بچ سکوں۔ چنانچہ میں پشاور سے سید ھارڑکی چلا گیا۔ ڈیڑھ ماہ وہاں رہا۔ چونکہ دیوبند قریب تھا۔ اس لئے میں دو دن کے لئے وہاں بھی گیا اور مدرسہ میں داخلہ کی کوشش کی۔ لیکن وہاں داخلہ نہ مل سکا۔ دیوبند سے مایوس ہو کر میں کوئٹہ چلا گیا۔ اور کچھ عرصہ انگریزوں کو پشتو زبان سکھاتا رہا۔ بالآخر مجھے مستونگ جیل میں بطور محرر جیل ملازمت مل گئی۔ جب میرے والد صاحب کو پتہ چلا کہ میں نے مستونگ میں ملازمت اختیار کر لی ہے۔ تو وہ مستونگ آئے اور مجھے باصرار واپس گاؤں جانے کی تلقین شروع کی۔ ان کے نزدیک میری ملازمت ایسی نہ تھی جو انہیں پسند ہو۔ وہ چاہتے تھے کہ میں گاؤں جا کر زمینوں کا کام کروں اور زمینداری میں ان کا ہاتھ بٹاؤں۔ لیکن میں نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ ان دنوں مستونگ میں ایک عالم باعمل حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب تھے۔ جو مخلص احمدی تھے۔ صاحب رویاء و کشوف تھے۔ خوبصورت چہرہ اس قدر نورانی تھا کہ چہرہ پر آنکھ نہ جمتی تھی۔ میرے والد صاحب نے جاتے وقت مجھے نصیحت کی کہ مولوی محمد الیاس خان کو صوبہ سرحد سے ان کی قادیانیت کی وجہ سے نکالا گیا ہے۔ ان سے بچ کر رہنا۔ کہیں وہ تمہیں بھی قادیانی نہ بنا دیں۔ چنانچہ میں نے والد صاحب کی نصیحت کو پلے باندھا اور حضرت مولوی صاحب سے گریز کرنا شروع کیا۔ وہ بھی پٹھان تھے اور میں بھی پٹھان تھا۔ اس لئے کبھی آمنا سامنا ہو جاتا اور سلام کا تبادلہ بھی ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن اس سے زیادہ میں نے ان سے کوئی تعلق نہ رکھا۔

غالباً ۱۹۱۴ء کی بات ہے کہ ایک دن میں نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد مستونگ جا رہا تھا۔ راستہ میں حضرت مولوی صاحب سے آمنا سامنا ہو گیا۔ حضرت مولوی صاحب نے پوچھا کہاں کی تیاری ہے میں نے جواب دیا۔ نماز پڑھنے جامع مسجد جا رہا ہوں۔ فرمانے لگے چلو آج ہمارے ساتھ نماز جمعہ پڑھ لو۔ میں نے دل میں خیال کیا چلو قادیانیوں کی نماز بھی دیکھ لیتے ہیں۔ کیونکہ سنا تھا کہ قادیانی نمازیں ناچتے گاتے ہیں۔ وغیرہ۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ نیت ان کے ساتھ نماز پڑھنا نہ تھی بلکہ صرف ان کا طریق عبادت دیکھنا تھا۔ نماز سے قبل حضرت مولوی صاحب نے قرآن کریم کے پہلے پارہ میں سے چند آیات کی تفسیر بیان کرنی شروع کی۔ جن میں منافقین کا ذکر ہے اور منافقین کی علامات بتائی گئی ہیں۔ میں نے جب تفسیر سنی تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ حضرت مولوی صاحب کو کسی نے میرے سابقہ حالات سے اطلاع کر دی ہوئی ہے اور وہ مجھے اپنے ذہن میں رکھ کر خطبہ دے رہے ہیں۔ اگرچہ میرا نام لے کر نہیں لیکن میرے اعمال کا ذکر کر رہے ہیں۔ نیز مجھے یہ بھی خیال آیا کہ قرآن کریم منافق کی جو علامات بیان کرتا ہے وہ تمام مجھ میں موجود ہیں۔ اور قرآنی بیان کے مطابق میں یقیناً منافق ہوں۔ اس سے میں ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گیا۔ اتفاق سے دوسرے جمعہ پھر میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ حضرت مولوی صاحب مسلسل تفسیر فرما رہے تھے۔

دسمبر ۱۹۱۴ء کی بات ہے۔ برفباری زوروں پر تھی۔ میں اپنے گھر میں جو احاطہ جیل میں واقع تھا۔ سویا ہوا تھا کہ رات کو ایک شخص آیا اور مجھے مخاطب کر کے کہا اب تو بیعت کر لو۔ میں گھبراہٹ میں بیدار ہوا۔ سخت برفباری ہو رہی تھی۔ کمرہ اور برآمدہ میں دیکھا کوئی بھی نہ تھا۔ دوبارہ سویا تو پھر وہی شخص آیا اور کہا اٹھو بیعت کرو۔ یہاں تک کہ ایک ہفتہ متواتر ہر رات بار بار یہ شخص مجھے بیعت کرنے کا حکم دیتا رہا۔ میری آنکھیں بے خوابی کی وجہ سے سوج گئیں اور مجھے شبہ ہونے لگا کہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ میں نے اس سے قبل کبھی بیعت کا لفظ بھی نہ سنا تھا۔ اس لئے اور بھی پریشانی تھی۔

خیر اسی پریشانی میں ایک دفعہ اتفاق سے حضرت مولوی صاحب سے سرراہ آمنا سامنا ہو گیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب! یہ بیعت کیا چیز ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے بیعت کی تشریح کی۔ میں نے پھر پوچھا کہ بیعت کیسے کی جاتی ہے۔ فرمایا میرے ساتھ آؤ۔ گھر پر انہوں نے بیعت فارم پر میرے دستخط حاصل کئے۔ اور یہ خط حضرت امام جماعت الثانی کو روانہ کر دیا۔ اس خط کا جواب کارڈ کی صورت میں آیا جس میں قبولیت بیعت اور استقامت کے لئے دعا کی گئی تھی۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس دن میں نے بیعت کا خط لکھا۔ اس کے بعد وہ خوابیں آنی بند ہو گئیں۔ اور میرا خوف بھی جاتا رہا۔ اور میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدیت میں داخل ہو گیا۔

ہفت روزہ ٹروتھ نائیجیریا — ۲۳ جنوری ۱۹۵۳ء

ہماری تاریخ

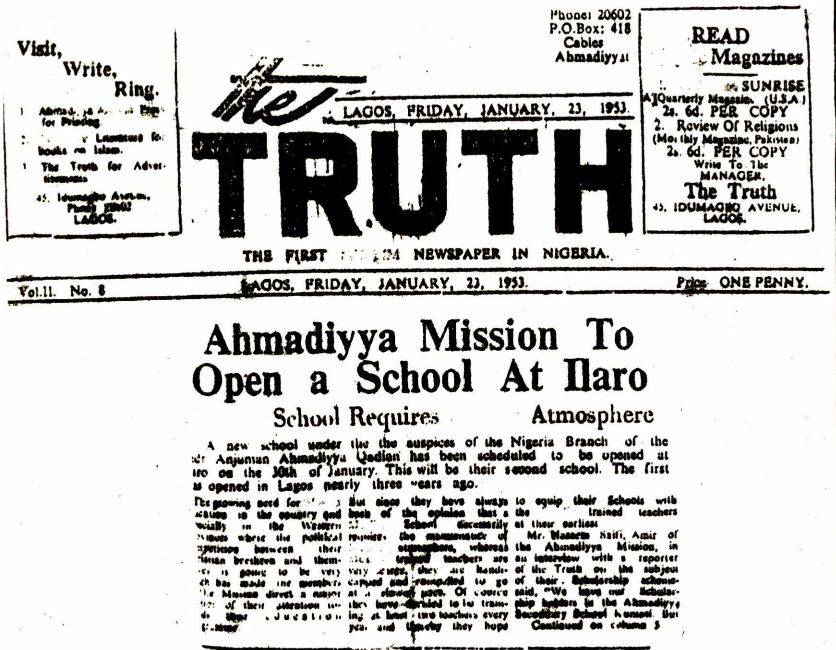
Visit, Write, Ring.

1 Ahmadiyya [illegible] for Printing

2 [illegible] Literature for books on Islam.

3 The Truth for Advertisements

45, Idumagbo Avenue, Phone [illegible] LAGOS.

Phone 20602
P.O.Box: 418
Cables Ahmadiyya

The TRUTH

LAGOS, FRIDAY, JANUARY, 23, 1953.

THE FIRST [illegible] NEWSPAPER IN NIGERIA.

READ Magazines

1. SUNRISE A Quarterly Magazine (U.S.A.) 2s. 6d. PER COPY

2. Review Of Religions (Monthly Magazine, Pakistan) 2s. 6d. PER COPY

Write To The MANAGER, The Truth 45, IDUMAGBO AVENUE, LAGOS.

Vol. II. No. 8 — LAGOS, FRIDAY, JANUARY, 23, 1953. — Price ONE PENNY.

Ahmadiyya Mission To Open a School At Ilaro

School Requires Atmosphere

A new school under the the auspices of the Nigeria Branch of the [illegible] Anjuman Ahmadiyya Qadian has been scheduled to be opened at [Ila]ro on the 30th of January. This will be their second school. The first [w]as opened in Lagos nearly three years ago.

The growing need for [illegible] in the country and [espe]cially in the Western [Pro]vinces where the political [illegible] between their [illegible] brethren and them[selves] is going to be very [illegible] has made the members [of t]he Mission direct a major [illegible] of their attention to[wards] their education [illegible]. But since they have always been of the opinion that a [illegible] School necessarily require the maintenance of [illegible] atmosphere, whereas [illegible] trained teachers are very scarce, they are handicapped and compelled to go at a slower pace. Of course they have decided to be training at least two teachers every year and thereby they hope to equip their Schools with the [illegible] trained teachers at their earliest.

Mr. Naseem Saifi, Amir of the Ahmadiyya Mission, in an interview with a reporter of the Truth on the subject of their Scholarship scheme said, "We have our Scholarship holders in the Ahmadiyya Secondary School [illegible]. But

Continued on column 5

ضروری وضاحت

○ ۳۔ دسمبر ۹۴ء کو شائع ہونے والے الفضل میں "میرا کالم" میں راولپنڈی اسلام آباد سے واپسی کی تاریخ سہواً ۲ نومبر لکھی گئی ہے حالانکہ میں درحقیقت ۲۴ تاریخ کی شام کو ربوہ پہنچ گیا تھا۔

نسیم سیفی

جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تب تیری دعا منظور ہو گی۔ اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

فرید احمد ایم ایس سی - فارسٹری

پاکستان کے جنگلات

جب ہم جنگلات کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں دو الفاظ آتے ہیں ایک جنگل اور دوسرا فارسٹ - ان دونوں الفاظ کا مفہوم قدرے مشترک ہے لیکن بہت تھوڑا فرق ہے - جنگل اور فارسٹ میں فرق صرف اتنا ہے کہ فارسٹ کی دیکھ بھال میں ایک انتظام پایا جاتا ہے - اس کی اگائی نشوونما اور کٹائی میں منظم طریق اختیار کیا جاتا ہے - تاکہ کسی بھی جنگل سے تھوڑے وسائل کے استعمال سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل ہوں - لیکن اگر کہیں اس مربوط طریق کار کا عمل دخل نہ ہو تو درختوں کے ایسے بڑے جھنڈ کو جنگل کہتے ہیں -

جنگل یا فارسٹ ایک ایسا وسیع علاقہ ہوتا ہے - جس میں بڑے لکڑی کے درخت یا اس قسم کے پودے اگے ہوئے ہوں اور جن کی وجہ سے اس علاقے کی اپنی آب و ہوا یا آب و ہوا پر ان کا نمایاں اثر ہو -

ہمارے ملک کے مختلف علاقوں کی آب و ہوا میں بہت زیادہ فرق ہے - یعنی سندھ اور شمالی علاقہ جات کی آب و ہوا میں بہت زیادہ فرق ہے - اس لئے ہمارے وطن میں جنگلات کی بہت سی اقسام ہیں - ان اقسام میں

۱ - سرد آب و ہوا اور بلند علاقوں کے جنگلات
۲ - کم بلند پہاڑوں کے جنگلات
۳ - بلند شمالی بلوچستان کے جنگلات
۴ - پنجاب کے میدانی علاقوں کے جنگلات
۵ - پوٹھوہار کے جنگلات اور
۶ - سندھ کی گرم مرطوب آب و ہوا میں پائے جانے والے جنگلات شامل ہیں -

ان جنگلات میں زیادہ تر دیودار، صنوبر، کیل، پڑتل، چیڑ، کاہو، پھلاہی، سنتھا، کیکر، شیشم، پاپولر، شہتوت، جھنڈ اور سفیدے کے درخت پائے جاتے ہیں -

ہمارے ملک کے ساحلی علاقوں میں عجیب قسم کے جنگلات نظر آتے ہیں ان کو مینگرو (Mangrove) فارسٹ کہتے ہیں - یہ جنگلات دریاؤں کے ڈیلٹاؤں اور ان سے ملحقہ ساحلی علاقوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں - اس کے علاوہ میدانی علاقوں میں دریاؤں کے کناروں پر جہاں سیلابی پانی دریاؤں سے نکل کر پھیل جاتا ہے - وہاں جنگلات اگائے جاتے ہیں ان کو دریائی جنگلات کہتے ہیں - اور اسی طرح نہری پانی سے بھی زرعی زمین پر جنگلات اگائے گئے ہیں - جس طرح چھانگا مانگا کا جنگل ہے - ایسے جنگلات صرف ان علاقوں تک محدود ہیں جہاں نہری پانی مہیا ہے - اور سطح زمین ہموار ہے -

اس وقت پاکستان میں موجودہ جنگلات کا رقبہ ۸۸ ملین ہیکٹر ہے - اس میں قدرتی جنگلات کا حصہ ۴ء۲۶ ملین ہیکٹر ہے - اس کے علاوہ وسیع علاقہ رینج لینڈ کا ہے -

رینج لینڈ وہ رقبہ ہوتا ہے جہاں عام طور پر گھاس اور جھاڑیاں اگتی ہیں اور اپنی پیداواری صلاحیت کے لحاظ سے کم پیداوار ہوتی ہے - اور اس کی وجہ پانی کی کمی اور بہت زیادہ یا کم درجہ حرارت ہے - ایسے علاقے پاکستان کے انتہائی شمالی اور جنوبی حصے میں واقع ہیں - شمالی علاقوں میں Tree line سے اوپر جہاں درخت نہیں پائے جاتے محض جھاڑیاں اور گھاس اگتی ہے - اور جنوب میں چولستان اور تھر کے علاقے شامل ہیں اور اس کے علاوہ بلوچستان میں بھی ایسے علاقے موجود ہیں -

پاکستان میں ایسے علاقے ۶۰ ملین ہیکٹر پر پھیلے ہوئے ہیں - ان علاقوں میں شدید آب و ہوا ناہموار سطح زمین ریتلی اور پتھریلی مٹی اور غیر آباد زمینیں ہوتی ہیں - ان علاقوں میں زیادہ تر گھاس اگتی ہے - جس پر بڑی تعداد میں مویشی پالے جاتے ہیں - اور جنگلی جانور خوراک حاصل کرتے ہیں -

پاکستان میں مقامی حالات کی بنا پر مختلف اقسام کے جنگلات پائے جاتے ہیں - ان مقامی عوامل میں آب و ہوا مٹی اور سطح زمین شامل ہیں - آب و ہوا میں درجہ حرارت، بارش، ہوا، برفباری اور طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کا وقفہ شامل ہیں - اس کے علاوہ ایک اور فیکٹر یہ ہے کہ سورج کی شعاعیں کس زاویہ پر پڑتی ہیں - زمینی عوامل Edaphic factors میں مٹی کی بناوٹ اس میں مختلف اجزاء کا تناسب مٹی کن چٹانوں سے بنی ہے - اس کی اساسیت یا تیزابیت اور اس میں پائے جانے والے پودے اور جانور شامل ہیں - سطح زمین کے لحاظ سے چٹانوں کی اونچائی، ڈھلوان کھائیاں اور میدان شامل ہیں -

مندرجہ بالا مقامی عوامل "Locality Factors" کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم جنگلات کی اقسام کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں - پاکستان میں جنگلات کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں -

۱ - ایلپائن سکرب فارسٹ اس قسم کے جنگلات سطح سمندر سے ساڑھے گیارہ ہزار فٹ کی بلندی سے لے کر ان علاقوں تک پائے جاتے ہیں جہاں سارا سال زمین برف سے ڈھکی رہتی ہے ان جنگلات میں بڑے درخت نہیں پائے جاتے بلکہ زیادہ تر بڑی اور چھوٹی جھاڑیاں ہوتی ہیں - ان جنگلات میں سیلکس، بربرس، اور کوٹونی ایسٹر جیسی جھاڑیوں کے ساتھ ساتھ صنوبر Juniperus اور ایفڈرا Ephedra کے درخت بھی کہیں کہیں نظر آتے ہیں -

۲ - سب ایلپائن فارسٹ ان جنگلات میں سدا بہار درخت پائے جاتے ہیں یہ جنگلات گیارہ ہزار فٹ سے لے کر Timber Limit تک پائے جاتے ہیں - ٹمبر لمٹ سے مراد وہ بڑے درخت ہیں جن سے لکڑی حاصل ہوتی ہے - جہاں کہیں خالی جگہ ہو وہاں ایسے چوڑے پتوں والے درخت اور جھاڑیاں پائی جاتی ہیں جن کے پتے سردیوں میں گر جاتے ہیں ان جنگلات میں صنوبر اور بھوج پتر نمایاں نظر آتے ہیں -

ہمالیہ کے زیادہ بارش اور برفباری والے علاقوں کے جنگلات یہ جنگلات سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ سے لیکر دس ہزار فٹ بلندی تک پائے جاتے ہیں - ان کے بالائی اور زیریں حصے ہوتے ہیں - بالائی حصے میں زیادہ تر فر کے درخت پائے جاتے ہیں - جن کو عام طور پر پڑتل کا نام بھی دیا جاتا ہے - ان جنگلات کے زیریں حصے میں کیل، دیودار اور پڑتل کے درخت پائے جاتے ہیں - ان درختوں کے ساتھ ساتھ چوڑے پتوں والے درخت بھی پائے جاتے ہیں - جن میں شاہ بلوط نمایاں ہے - ان علاقوں میں ۴۰ انچ سالانہ سے زیادہ بارش ہوتی ہے -

ہمالیہ کے کم بارش اور برفباری والے علاقوں کے جنگلات یہ جنگلات ہمالیہ کے ان اندرونی سلسلوں میں پائے جاتے ہیں - جہاں ۴۰ انچ سالانہ سے کم بارش ہوتی ہے - گلگت کی وادی ان جنگلات کا مرکز ہے - ان جنگلات میں چلغوزہ، صنوبر اور پڑتل کے درخت پائے جاتے ہیں -

چیڑ کے جنگلات یہ جنگلات ہمالیہ کے سلسلوں کے آغاز پر پائے جاتے ہیں - یہ جنگلات سطح سمندر سے تین ہزار فٹ کی بلندی سے لے کر ساڑھے پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک پائے جاتے ہیں - ان علاقوں میں مون سون ہواؤں کی وجہ سے بارشیں ہوتی ہیں - جن کی وجہ سے پانی کی ضرورت پوری ہوتی ہے - ان جنگلات میں صرف چیڑ پائن کے درخت ملتے ہیں - ان درختوں کے سایوں میں چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں اور Strawberry سٹرابری کے ننھے ننھے پودے اگتے ہیں - ان جھاڑیوں میں Indigofera انڈگوفرا اور Berberis بربرس نمایاں ہیں - ان علاقوں میں دس انچ سالانہ سے زیادہ بارش ہوتی ہے - یہ جنگلات بلندی پر ہمالیہ کے زیادہ بارش اور برفباری والے علاقوں کے جنگلات سے مل کر ایک ایسا علاقہ بناتے ہیں - جس کو Transition Zone کہتے ہیں - اس زون میں کیل اور چیڑ کے درخت پائے جاتے ہیں -

چوڑے پتوں والے سدا بہار جنگلات ان جنگلات میں کانٹے دار اور چھوٹے سائز کے پتوں والے درخت پائے جاتے ہیں - ان جنگلات والے علاقوں میں سالانہ اوسط بارش دس انچ تک ہوتی ہے - یہ جنگلات ہمالیہ کے نچلے سلسلوں کی کی نچلی ڈھلوانوں پر پائے جاتے ہیں - پاکستان میں ایسے جنگلات اسلام آباد اور راولپنڈی سے لے کر جہلم میں موجود ٹِبّی کی پہاڑیوں چکوال میں کوہ نمک، پوٹھوہار کے پہاڑی سلسلوں اٹک کے کالا چٹا کے علاقے اور بلوچستان میں کوہ سلیمان میں یہ جنگلات پائے جاتے ہیں - ان جنگلات میں زیتون (Kau) پھلاہی اور سنتھا کے درخت پائے جاتے ہیں -

کانٹے دار درختوں کے جنگلات

ان جنگلات میں کانٹے دار اور پھلی دار درخت پائے جاتے ہیں - پاکستان میں دریائے سندھ کا بالائی اور زیریں میدان ان جنگلات کا مسکن ہے - یہ کم بارش اور تیز خشک ہواؤں کے علاقوں کے جنگلات ہیں - ان جنگلات میں جنڈ "Prosopis" کیکر - بیری - کری - اک اور بھان کے درخت پائے جاتے ہیں -

دلدلی جنگلات یہ جنگلات دریائے سندھ کے ڈیلٹائی علاقوں اور بحیرہ عرب کے ان ساحلی اور مدو جزر والے علاقوں میں پائے جاتے ہیں - جہاں بارش کم ہوتی ہے - اور سمندری نمک کی شدت دریائی پانی کی وجہ سے کم ہو جاتی ہے - ان جنگلات میں اے وی سینا - رائی زوفورا، سری اوپس اور کارپا کے درخت پائے جاتے ہیں - ان جنگلات سے زیادہ تر کوئلہ بنایا جاتا ہے - اور یہ جنگلات سمندری جانوروں اور پرندوں کے مساکن ہیں -

پاکستان میں مندرجہ بالا قسموں کے علاوہ اور بھی بہت سی قسموں کے جنگلات ہیں جن میں دریائی اور نہری جنگلات اہم ہیں - اس کے علاوہ سڑکوں، ریلوے لائنوں کے کناروں اور نہروں کے دونوں پشتوں پر بھی حفاظت کی غرض سے جنگلات لگائے جاتے ہیں - سڑکوں اور ریلوے لائنوں کے کناروں پر جو جنگلات

لگائے جاتے ہیں ان کو Green Tunnels بھی کہتے ہیں۔ بعض جنگلات حفاظتی نقطہ نگاہ سے لگائے جاتے ہیں۔ ایسے جنگلات زیادہ تر سرحدوں کے پاس لگائے جاتے ہیں۔ اسی طرح صنعت کے لئے صنعتی جنگلات لگائے جاتے ہیں۔ مثلاً کاغذ' چپ بورڈ' ماچس اور کھیلوں کے سامان کے لئے جنگلات لگائے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں تقریباً تمام اقسام کے جنگلات موجود ہیں۔

بقیہ صفحہ ۳

میری نہیں تھی کسی اور کی تھی۔ اب میں کیا بتاؤں کہ یہ غلطی کس کی تھی۔ میں خوش ہوں کہ حضرت ملک غلام فرید صاحب نے نہایت فراخ دلی کے ساتھ میری اس غلطی کو معاف کر دیا۔ اور شائد مجھ سے نہایت پیار سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا کوئی بات نہیں۔ دفتری امور میں ایسا ہو ہی جاتا ہے اور میں نے تو اس خط کو زیادہ سنجیدگی سے لیا بھی نہیں تھا۔ ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں مجھے اپنا کام کرنا ہے اور جس طرح میں کام کر سکتا ہوں اسی طرح میں اپنا کام کروں گا۔ بہرحال حضرت ملک غلام فرید صاحب نے اپنا کلام الٰہی کا ترجمہ اور تشریح مکمل کیا اور جس پریس نے چھاپا اس کا مجھے بعد میں مینیجنگ ڈائریکٹر ہونے کا موقعہ بھی ملا۔ یہ ترجمہ اور یہ تشریح ساری دنیا میں جانی جاتی ہے پہچانی جاتی ہے اس کی قدر کی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ملک غلام فرید صاحب کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک زندہ رہنے والا ہے۔ خدا کرے کہ انہیں اس کا بہت بڑا اجر عطا ہو اور ان کی اولاد در اولاد کو خدمت دین کے فریضے کی طرف خدا مائل رکھے اور توفیق دے کہ وہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمت دین کو اپنی زندگی کا ایک حصہ سمجھیں۔

خطوط کے پوسٹ سکرپٹ بھی ہوتے ہیں میں نہیں کہہ سکتا کہ مضامین کے بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔ لیکن بہرحال میں پوسٹ سکرپٹ کے طور پر ایک بات کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ حضرت ملک غلام فرید صاحب مجھے یوں بھی اچھے لگتے تھے کہ ان کا جھکا ہوا قد تھا اور ان کا کسی قدر طویل جسم تھا۔ اور جھکے ہوئے تھے۔ اور ایک ہاتھ میں چھڑی رکھتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی اس وقت سفید داڑھی تھی اور مجھے اس قسم کے لوگ بڑے باوقار لگتے ہیں جو ذرا سا جھکے ہوئے ہوں۔ جن کے ہاتھ میں چھڑی ہو جنہوں نے چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھی ہو۔ اور مکرم حضرت ملک غلام فرید صاحب بھی ان لوگوں میں سے ایک تھے۔ ایک اور دوست کا اس سلسلے میں ذکر کرنا چاہوں گا۔ میں سیرالیون میں تھا۔ تو وہاں ہمارے دوست میاں لطف الرحمان محمود بالکل اسی طرح کے تھے۔ لمبے قد کے۔ ذرا جھکے ہوئے۔ اور کبھی کبھی ہاتھ میں چھڑی لے کر چلتے تھے۔ ان کی بھی اسی طرح چھوٹی چھوٹی خوبصورت سی داڑھی تھی میں انہیں اکثر کہا کرتا تھا کہ آپ اس طرح چلتے ہیں تو مجھے یوں لگتا ہے کہ دانش وری قدم بڑھا رہی ہے۔ آپ کسی کالج کے پرنسپل ہیں یا کسی یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور نہایت وقار اور متانت کے ساتھ اپنے سکول کالج یا یونیورسٹی کی گراونڈ میں ٹہل رہے ہیں گویا کہ انتظامات میں مصروف ہیں۔

پوسٹ سکرپٹ دو بھی ہو سکتے ہیں اور یقیناً ہو سکتے ہیں تو یہ بات بھی سن لیجئے کہ حضرت ملک غلام فرید صاحب غالباً نوجوانی ہی سے اسی طرح جھکے ہوئے تھے اور انہیں ان کے دوست باباجی کہتے تھے چنانچہ نوجوانی کے باباجی ساری عمر باباجی ہی کہلاتے رہے۔ باباجی نہیں بلکہ بابا غلام فرید صاحب لوگ ملک غلام فرید کہنے کی بجائے انہیں بابا غلام فرید کہا کرتے تھے۔ یہ بات بھی بڑی دل خوش کن ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے بابا کا لفظ بڑا پسند ہے۔ میں گلی میں سے گذرتا ہوں باباجی کہہ کر تمام بچے میرے پیچھے بھاگتے ہیں اور مجھے سلام کئے بغیر واپس نہیں جاتے۔ اگر کوئی بچہ دور کھڑا ہو تو وہ آوازیں دیتا ہے کہ ٹھہریں' ٹھہریں میں نے بھی سلام کرنا ہے۔ میں نے بابا ہونے پر اپنی کتاب Songs of the Soul میں ایک نظم شائع کی ہے (انگریزی) جس کا موضوع یہ ہے کہ جب میں اپنی جھریاں دیکھتا ہوں اور جب میں اپنے سفید بال دیکھتا ہوں تو مجھے ان پر پیار آتا ہے میں ان کی قدر کرتا ہوں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان پر فخر کرتا ہوں اور وہ اس لئے کہ میرا ایک ہم جماعت تیسری جماعت میں قادیان میں سرسام سے بیمار ہوا اور فوت ہو گیا ساتویں جماعت میں میرا ایک ہندو دوست بلی رام جس سے میری گاڑھی چھنتی تھی دوپہر کے وقت گھر جاتے ہوئے راستے میں اس نے نہر میں نہا لیا گھر جاتے ہی بخار چڑھ گیا اور وہ اگلے دن تک زندہ نہ رہ سکا۔ میرا ایک سکھ دوست پچھتر سنگھ ہم اس کے نام پر بھی ہنسا کرتے تھے۔ جو دسویں جماعت میں میرا کلاس فیلو تھا ایک دن کلاس سے باہر نکلا تو اسے ایک سادھو ملا۔ سادھو کو اس نے ہاتھ دکھایا تو سادھو نے کہا کہ ستر سال تو ضرور جیو گے۔ اس نوجوان نے جو خاص گھبرو نوجوان تھا ہمارے ساتھ میٹرک کا امتحان نہیں دیا۔ اور اس سے پہلے پہلے فوت ہو گیا۔ میں سوچتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھ نحیف النذار کمزور و ناتوان انسان کو اب تک زندہ رکھا ہوا ہے۔ اور صرف زندہ نہیں رکھا ہوا اپنے رنگ میں مجھے کام کی توفیق بھی مل رہی ہے۔ اگر یہ میرے لئے یہ جذبہ احسان کی بات نہیں تو اور کیا۔ اس لئے میں بابا کے لفظ سے بہت خوش ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وقت تک زندہ رکھا کہ بچے جو کبھی جھوٹ نہیں بولتے مجھے بابا کہتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۴

تقریباً ۵ میل دور ہے۔ ایک روز میرے دادا نے جو اس وقت جوان تھے نے اپنے بڑے بھائی حافظ حامد علی سے کہا کہ فلاں زمیندار کی مکئی کی فصل میں بہت بڑا گھاس اگا ہوا ہے۔ اگر آپ کہیں تو مویشیوں کے لئے گھاس آج ہاں سے کاٹ لاؤں انہوں نے کہا کہ پہلے مالک سے جا کر اجازت لو اور پھر کاٹ لاؤ۔ چنانچہ دادا جان اس زمیندار سے اجازت لے کر گھاس کاٹ لائے۔ جب حافظ صاحب گھاس مویشیوں کے آگے ڈالنے لگے تو ایک چھوٹا سا پودا مکئی کا جو صرف پون انچ لمبا ہوگا گھاس میں پا کر دادا جان سے باز پرس کی اور کہا کہ یہ پودا لے کر مالک زمیندار کے پاس جاؤ اور اپنی کوتاہی کا بتا کر معافی مانگو اور پودے کو اسی طرح ان کی فصل میں لگا کر آؤ۔ مشتاق باجوہ کا واقعہ ایمانداری کا پڑھ کر یہ واقعہ یاد آگیا۔

بقیہ صفحہ ۱ کالم ۳

اس کا خدا پر کوئی احسان نہیں۔ بلکہ اپنی جان پر احسان ہے۔ کیسی نادانی ہے کہ کام اپنی جان کے فائدہ کے لئے کیا جائے۔ اپنے نفس کو بچایا جائے۔ مگر سمجھا یہ جائے کہ ہم نے خدا پر احسان کیا ہے۔ اس میں خدا کو کون سا نفع ہوا۔ پھر اس پر احسان کے کیا معنے ؟

(از خطبہ ۲۷۔ جولائی ۱۹۱۷ء)

بقیہ صفحہ ۱ کالم ۴

یونیورسٹی کے امتحان ایم۔ کام کے اکاؤنٹنگ سپیشلائزیشن میں جس کا رزلٹ حال ہی میں آیا ہے۔ ۸۱% نمبر حاصل کر کے اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ نیز موصوف آج کل آئی سی ایم اے کے فائنل پارٹ کے طالب علم ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز جماعت اور طالب علم کے لئے مبارک کرے اور اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

طلبہ راہنمائی حاصل کریں

○ وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جو امسال قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں داخلہ لے رہے ہیں۔ مزید راہنمائی کے لئے نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔

(ناظر تعلیم)

اطلاعات و اعلانات

اعلان داخلہ

(کراچی میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج بلاک ۱۶۔ فیڈرل بی ایریا کراچی۔ ۳۸)

پرنسپل و چیئرمین اکیڈمک کونسل کراچی میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج نے ایم بی بی ایس اور بی ڈی ایس سیشن ۹۵۔ ۱۹۹۴ء میں فرسٹ ایئر میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ داخلہ فارم مذکورہ بالا ایڈریس سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ فارم داخلہ جمع کروانے کی آخری تاریخ ۹۴۔ ۱۲۔ ۱۵ مقرر ہے۔

تعلیمی قابلیت :- ۱۹۹۴ء میں ایف ایس سی (پری میڈیکل گروپ) کا امتحان کم از کم ۶۰% نمبر (بشمول N.C.C) حاصل کرنے والے اور اے۔ لیول کم از کم سی گریڈ (مضمون بیالوجی' فزکس' کیمسٹری) حاصل کرنے والے وہ طلباء و طالبات داخلہ کے اہل ہونگے جو کراچی کا ڈومیسائل اور P.R.C رکھتے ہوں اور آخری دو امتحان کراچی کے تعلیمی اداروں سے پاس کردہ ہوں یا فیڈرل بورڈ اسلام آباد کے بیرون پاکستان سنٹر سے امتحان پاس کرنے والے طلبہ درخواست دینے کے اہل ہیں۔

داخلہ فارم بعوض =/۱۰۰ روپے مذکورہ بالا ایڈریس سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

نظارت تعلیم

مثالی وقار عمل

○ قائدین علاقہ و اضلاع و مجالس اپنے اپنے مقام پر ۱۶۔ دسمبر ۹۴ء بروز جمعہ مثالی وقار عمل کریں۔ اس کے لئے باقاعدہ پروگرام ابھی سے بنا لیں۔

(مہتمم وقار عمل خدام الاحمدیہ پاکستان)

مفید اور مؤثر دوائیں

• اکسیر معدہ : ہاضمے کا بہترین چورن بڑا پیک /۵ چھوٹا پیک /۵ منی پیک /۱

• قند شفاء : جوشاندے کا انسٹنٹ پوڈر بڑا پیک /۱۵ منی پیک /۲

• حب سعال : کھانسی اور گلے کی خراش کیلئے۔ فی ڈبی /۱۵

• امرت دھارا : دردوں اور کیڑے کے کاٹے کا روایتی علاج۔ فی شیشی /۵

دوکاندار و طبی سٹاکسٹ رابطہ کریں

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

فون : 211538

خبریں

ربوہ: 8 دسمبر-1994ء
دو تین دن سے بادلوں کی وجہ سے سردی بڑھی ہے درجہ حرارت کم از کم 12 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ 20 درجے سنٹی گریڈ

○ کراچی میں سوسائٹی کے نزدیک مسلح دہشت گردوں نے ایک مسجد پر فائرنگ کر کے ۶ نمازیوں کو شہید کر دیا۔ جبکہ ۱۵ زخمی ہوئے۔ جاں بحق ہونے والوں میں مسجد کا پیش امام اور ایک ڈاکٹر بھی شامل ہے۔ مسجد کا فرش خون سے سرخ ہو گیا۔ حملہ آور واردات کے بعد فرار ہو گئے۔ حملہ آوروں نے مسجد اکبر کے اندر گھس کر رات ۸ بجے اس وقت فائرنگ کی جب نماز عشاء کے بعد لوگ اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی نے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی۔ سپیکر نے اسیر ارکان کو قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے بارے میں اپنی رولنگ پر عمل در آمد نہ ہونے پر احتجاج کیا۔ وزیر اعظم نے ان کو یقین دہانی کرائی کہ قانونی سقم دور کیا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ رولنگ کی تشریح کے لئے اعلیٰ عدالتوں سے رجوع کیا جا سکتا ہے سپیکر نے کہا کہ اس معاملے میں میری اور حکومت کی رائے میں بہت فرق ہے ایک ماہ گزرنے کے باوجود استحقاق کمیٹی کا اجلاس نہیں بلایا جا رہا یہ حکومت کے ایماء پر ہو رہا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ اس میں حکومت کا کوئی کردار نہیں ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی نے قومی اسمبلی کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ انہوں نے ایوان میں آ کر بھی اجلاس میں شرکت نہیں کی۔ ان کی ناراضگی دور کرنے کے لئے وفاقی وزراء نے ان کے چیمبر میں جا کر مذاکرات کئے۔ سپیکر نے کہا کہ میرے بغیر بھی ایوان ٹھیک چل رہا ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر کا بائیکاٹ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے۔ کئی دنوں سے سپیکر اجلاس میں نہیں آ رہے۔ ڈپٹی سپیکر سید ظفر علی شاہ ایوان کو چلا رہے ہیں۔ مسٹر گیلانی کے قریبی ذرائع نے بتایا ہے کہ جب تک ان کی رولنگ پر عمل نہیں ہوتا اور اپوزیشن کے اسیر ارکان کو قومی اسمبلی میں نہیں لایا جاتا اس وقت تک وہ ایوان میں نہیں آئیں گے۔ اس سے قبل صرف سپیکروں کے خلاف تحریک عدم اعتماد کے دنوں میں سپیکر موجود ہونے کے باوجود عدالت میں نہیں آتے تھے۔

○ اپوزیشن نے آٹھویں ترمیم پر مذاکرات کے لئے حکومت کو پیشکش کر دی ہے۔ اپوزیشن کے مسٹر افتخار گیلانی نے کہا کہ حکومت مخلص ہو تو مفاہمت ہو سکتی ہے۔ اپوزیشن لیڈر کی طرف سے پیش کئے گئے پیکیج پر بات شروع کی جائے گی۔ اس میں ہر معاملہ شامل ہے مگر حکومت اس پر تیار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ آٹھویں ترمیم کے ۲۷ آرٹیکلز میں سے ہر ایک کا الگ الگ جائزہ لیا جائے گا۔

○ ورلڈ کپ کی فاتح قومی ہاکی ٹیم کراچی پہنچی تو ہوائی اڈے پر اس کا شاندار استقبال کیا گیا۔ رقص کئے گئے، نعرے لگائے گئے ہجوم نے کپتان شہباز احمد اور دوسرے کھلاڑیوں کو کندھے پر اٹھا لیا۔ پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔

○ وزارت خارجہ کے ترجمان نے بتایا ہے کہ پاکستان کشمیر کے بارے میں ایک قرارداد اسلامی ملکوں کی سربراہی کانفرنس میں پیش کرے گا۔ یہ کانفرنس ۱۳ دسمبر کو مراکش کے شہر کاسابلانکا میں ہو رہی ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ بہت ہو چکی ہے اب کسی عقیدے کی تفریق کے بغیر تمام شرپسندوں کے خلاف سخت کارروائی ہو گی۔ حکومت نے برسرپیکار مذہبی فرقوں سے بات چیت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی لیکن اب بلاامتیاز سب کے خلاف قانون حرکت میں آئے گا۔ اسلحہ کی نمائش کرنے والوں کو سخت سزا ملے گی۔ فرقہ وارانہ کشیدگی اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ دنیا ہمارا مذاق اڑا رہی ہے۔ عظمت اسلام کے نام پر اسلحہ کی نمائش اسلام کی کوئی خدمت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمام مکاتب فکر ایک دوسرے کو سننے کا حوصلہ پیدا کریں بھائی چارے کو فروغ دیں۔

○ سوئی گیس کے ہڑتالی ملازمین کی حمایت میں فاران سے کوئٹہ تک ۳۵۰ کلو میٹر کا فاصلہ پیدل جلوس کے ذریعے طے کیا گیا شرکاء نے یہ راستہ ۹ دن میں طے کیا گیا شرکاء نے کوئٹہ پہنچ کر جلسہ کیا۔ اور حکومت کو مطالبات کی منظوری کے لئے ۲۰ دسمبر تک کا الٹی میٹم دے دیا۔

○ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ راولپنڈی نے رکن قومی اسمبلی شیخ رشید کی نظربندی میں تین ماہ کی توسیع کر دی ہے۔ یہ مدت ۶ دسمبر سے مارچ ۹۵ تک ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ حکومت ناکام ہو گئی ہے اب عوام کے بعد اسمبلی بھی عدم اعتماد کرے گی۔ بے نظیر کو مزید مہلت دینا ملک کی تقدیر سے کھیلنے کے مترادف ہو گا۔ ہم حکومت کے خطرناک عزائم کے آگے بند باندھ رہے ہیں۔

○ اسلام آباد میں شدید ژالہ باری سے ٹریفک رک گئی۔ سڑکیں اولوں سے سفید ہو گئیں۔

○ مسٹر صلاح الدین کے قتل کے خلاف کوئٹہ میں صحافیوں نے احتجاجی جلوس نکالا۔ جس میں اخبار فروشوں نے بھی شرکت کی۔

○ کنٹرول لائن پر بلا اشتعال فائرنگ کے خلاف پاکستان نے بھارت اور اقوام متحدہ کے مبصرین سے سخت احتجاج کیا ہے۔ ۲۲ سے ۲۸ نومبر کے درمیان بھارتی فوجیوں کی فائرنگ سے پاکستان کی فوج کا ایک جوان اور ۳ شہری شہید ہو گئے جبکہ ایک زخمی ہوا۔ دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ کشمیر میں ظلم و جبر کی پالیسی مذاکرات کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

○ اپوزیشن کی ریکوزیشن پر پنجاب اسمبلی کا جو اجلاس ہوا اس میں شائستگی کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان سخت تلخی کے باوجود اجلاس بے حد مودب ثابت ہوا۔

○ برطانوی جریدے اکانومسٹ نے آئندہ برس کے بارے میں اپنی پیشگوئیاں بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان میں آئندہ برس فوجی انقلاب کا خطرہ ہے۔

○ افغانستان میں نیا امن معاہدہ کیا گیا ہے۔ شوریٰ اور عبوری حکومت بنائی جائے گی۔ ۱۵ دسمبر سے شوریٰ جنگ بندی اور اس کی نگرانی کی ذمہ داری سنبھالے گی۔ ہتھیار جمع کرنے اور قومی سیکیورٹی فورس قائم کرنے کے علاوہ عبوری حکومت بھی تشکیل دے گی۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے اس معاہدے کا خیر مقدم کیا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ نواز شریف کئی بار ڈیڈ لائن دے چکے ہیں جو دھماکہ کرنا ہے جلدی کر لیں۔ مرکز اور صوبوں میں پی ڈی ایف کی حکومتیں ٹھیک کام کر رہی ہیں۔ نہ مارشل لاء کا خطرہ ہے اور نہ بے نظیر کے خلاف تحریک عدم اعتماد کا کوئی امکان ہے۔

آپ کے قدیمی احمدی جیولرز
محمود جیولرز
بلال مارکیٹ نزد ریلوے کراسنگ ربوہ
فون: دکان 212381 گھر: 212382

ہر گھر میں ہر وقت رکھنے کی دوا
گیس ٹربل۔ قبض۔ بدہضمی۔ کمی بھوک
ہاضمون رجسٹرڈ
خط لکھ کر بذریعہ ڈاک طلب کریں
نصرت دواخانہ ربوہ

عنقریب افتتاح
ہر قسم کے زیورات کا مرکز
انوار گولڈ سمتھ
اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
بالمقابل الائیڈ بینک
پروپرائٹر: انوار احمد ولد ڈاکٹر عبدالغفور زاہد آف سرگودھا

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم کے ڈش اینٹینا خریدنے کیلئے
قیمت/10,000 ڈش 8 فٹ مع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن 21۔ ہال روڈ لاہور
فون: 7226508 355422 7235175

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر ہم عرصہ دراز سے آپکی اور آپکے مہمانوں کی خدمت میں عمدہ کھانے پیش کرتے رہے ہیں • اب ایک اور انداز میں آپکی خدمت میں آئے ہیں • عمدہ کھانے بہترین کراکری میں پیش کرتے ہیں
یاد رکھیں
رشید برادرز ٹینٹ سروس
گولبازار ربوہ
نزد خورشید یونانی دواخانہ
پروپرائٹر: رشید الدین ولد رفیع الدین
فون: دوکان 211584 گھر 408